قسط (۲)

شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر :۔ محمد منشا کاشف

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کو اور دیگر ائمہ کرام اہل بیت کو محبت تھی کیونکہ انہوں نے اپنے فرزندوں کے نام ابوبکر رکھے دیکھو تاریخ الائمہ صفحہ ۴۳ فرزندان علی المرتضیٰ کشف الغمہ صفحہ ۱۳۲ حسنین' محسن.'عباس ' محمد' عمر' ابوبکر' عثمان' وغیرھم نیز جلاء العیون صفحہ ۱۵۳ پر ہے " ابوبکر فرزند امام حسن .بمعرکہ قتال شتافت " یعنی امام حسن کا بیٹا ابوبکر کربلا کی لڑائی میں شریک تھا۔ تاریخ الائمہ صفحہ ۸۳ فرزندان امام حسین' عابد (زین العابدین) علی اکبر' علی اصغر' زید' ابراہیم' محمد' حمزہ ' ابوبکر' جعفر' عمروغیرھم

دلیل نمبر۲۲

اور اگر ہجرت کا مشکل وقت آتا ہے تو جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے اخلاص اور نہایت عقیدت مندی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سرانجام دیتے ہیں اسی طرح سرفروشانہ جان بازی' والہانہ عقیدت و محبت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں قربان کر دیتے ہیں اگرچہ دونوں حضرات نے اس خوفزدہ اور نازک ترین وقت میں اپنے اپنے اخلاص و عقیدت مندی' جاںنثاری اور وفاداری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا مگر اللہ تعالیٰ علیم و قدیر نے اپنے کلام پاک میں ان دونوں حضرات کی خدمات میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت نماز اور مصاحبت سفر کا ذکر کر کے ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت شان کو نمایاں کر دیا۔

سورۃ توبہ پارہ نمبر ۱۰ میں ہے الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ

الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان الله معنا اللہ تعالیٰ اس آیت میں صرف اکیلے رسول ﷺ کا ذکر بھی فرما سکتا تھا اور رسول ﷺ اور جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا کر تینوں کا ذکر بھی کر سکتا تھا مگر اس علیم و قدیر و حکیم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر تو ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان الله معنا کے متعدد الفاظ میں ذکر کر دیا لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات کی طرف اشارہ کنایہ تک نہ کیا تاکہ تمام مسلمان قرآن شریف کے صاف الفاظ میں تاقیامت پڑھتے رہیں کہ حضرت صدیق ہی ثانی اثنین کا مقام و مرتبہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات خصوصی مقبولیت کی قدر و قیمت شان و شوکت اور بلند پایہ مقام رکھتی ہیں اور یہ بات حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر شیعہ حضرات کے ہاں نہایت معتبر تفسیر ہے اس میں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سفر ہجرت کی مشکلات' ایذاؤں اور صعوبتوں میں مصاحبت و رفاقت کے لئے رسول کریم ﷺ کو حکم بھیجا کہ اس سفر کی خدمت کے لائق ترین شخص جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انکو اپنے ساتھ لے کر جایئے! ملاحظہ ہو تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۲۱۳ و امرک ان تستصحب ابابکر فانہ ان انسک و ساعدک و وازرک کان فی الجنۃ من فقائک یعنی جبرائیل علیہ السلام نے کہا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم کیا ہے کہ سفر ہجرت کے لئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ساتھی بنا کر لے جایئے۔ اگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری محبت کی اور ہمدردی کی تو جنت میں آپ کا رفیق ہوگا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو بھیج کر ساقی کوثر کو ہدایت کر دی کہ اس مشکل سفر میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رفاقت کے لائق ہیں لہٰذا ان کو ساتھ لے جایئے۔

دلیل نمبر ۲۳

حضرت امام حسن عسکری کی اس تفسیر جو کہ قبل ازیں گزر چکی ہے اس

کے باوجود بعض حضرات اپنی ہٹ دھرمی اور کج روی سے باز نہیں آتے۔ پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد اور فرمان میں تو شرط تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تب جنت میں آپ کے رفیق اور ساتھی ہوں گے جبکہ پوری محبت ' غمخواری ' امداد و نصرت اور ہمدردی کریں لیکن ایسا نہیں ہوا۔ غالبا یہ بیچارے اپنے اماموں کی باتوں اور تفسیروں سے یا تو بے خبر ہیں یا محض ضد اور عناد میں آکر انکار و کفر کر دیتے ہیں۔ اسی تفسیر میں اسی صفحہ ۲۱۳ پر چند سطور کے بعد یہ الفاظ ہیں

ثم قال رسول الله لابی بکر الصدیق ارضیت ان تکن معی یا ابابکر تطلب کما اطلب و تعرف بانک انت الذی تحصلنی علی ما ادعیه فتحمل عنی انواع العذاب قال ابوبکر یا رسول الله اما انا لو عشت عصر الدنیا اعذب فی جمیعا اشد عذاب لا ینزل علی موت صریح و لا فرج فیح و کان ذلک فی محبتک و کان ذلک احب الی من ان اتنعم فیها و انا مالک بجمیع ممالک مملوکها فی مخالفتک و ما اهلی و ولدی الا فداک

ترجمہ : پھر امام الانبیاء ' ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو اس بات پر راضی ہے کہ تو اس میں میرے ساتھ رہے اور کفار جس طرح مجھے قتل کرنے کے لئے تلاش کریں تجھے بھی تلاش کریں اور یہ بھی معروف و مشہور ہو کہ تو نے ہی شرک کے خلاف توحید الوہیت اور رسالت و نبوت کے دعوے پر مجھے آمادہ کیا اور میری یاری اور رفاقت کے باعث تجھ پر طرح طرح کے عذاب پڑیں۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو وہ ہوں کہ اگر جناب کی محبت و انس میں شدید تر شدید اور اشد تر اشد بلاؤں 'مصیبتوں میں مبتلا کیا جاؤں اور یوم الجزاء

تک ان میں پھنسا رہوں ' نہ مجھے موت آئے جو اس مصیبت سے فلاح اور نجات دے اور نہ کسی قسم کی کشائش ملے جو اس سے رہائی دے اور یہ سب کچھ آپ کی محبت میں ہو تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ دنیا میں عیش و عشرت اور خوشحال زندہ رہوں اور تمام بادشاہوں کی حکومتوں اور سلطنتوں کا مالک بن جاؤں اور آپ کی مخالفت میں زندگی گزاروں۔ میرے اہل و عیال' اقرباء ' رشتہ دار اور اولاد اور والدین سب آپ پر فدا اور قربان ہوں۔

امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کی مذکورہ بالا عبارت پر غور سے ملاحظہ فرمایئے! اور پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان و اخلاص و وفاداری اور جان نثاری کا اندازہ فرمایئے۔

دلیل نمبر ۲۴

حضرت امام حسن عسکری کے علاوہ دیگر کتب شیعہ میں بھی واقعہ ہجرت کے متعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات کا تذکرہ اور ذکر موجود ہے اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحکم خداوندی ساتھ لے گئے تھے۔ چنانچہ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ میں ہے:

" وترا امر کردہ است کہ ابوبکر را ہمراہ خود بری"

ترجمہ: اور اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا ہے کہ جناب ابوبکر کو ساتھ لے جایئے۔

دلیل نمبر ۲۵

مجالس المومنین صفحہ ۲۰۳ پر شیعہ مجتہد فیصلہ کن بات لکھتا ہے:

" بہمہ حال رفتن محمد صلی اللہ علیہ وسلم و بردن ابوبکر بے فرمان خدا نبود"

ترجمہ : بہرحال حضرت محمد ﷺ کا ہجرت کرنا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے جانا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بغیر نہ تھا۔

دلیل نمبر۲۶

حملہ حیدری شیعہ کی مشہور کتاب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات غار ثور کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"نبی بر در خانہ اش چوں رسید بگوسش ندائے سفر در کشید چوں ابوبکر زاں حال اگاہ شد زخانہ بروں رفت و ہمراہ شد چوں رفتند چندے بدامان دشت قدوم فلک سائے مجروح گشت ابوبکر آنگہ بدوش گرفت وے زیں حدیث است جائے شگفت

ترجمہ : جب نبی علیہ السلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر پہنچے ان کے کان میں سفر کی آواز دی ابوبکر اس حال سے آگاہ ہو کر فوراً گھر سے نکلے اور ہمراہ ہوئے۔ جب بیابان کا کچھ حصہ طے کیا تو حضور ﷺ کے پائے مبارک زخمی ہو گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس وقت آنحضور کو اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور یہ بہت تعجب کی بات ہے۔

دلیل نمبر۲۷ .

اس کی تشریح شیعہ کی کتاب غزوات حیدری کے صفحہ ۶۵ پر ہے۔ مرزا باذل مرقوم ہیں: ہرگاہ جناب نبی ﷺ دولت سرائے سے نکلے تو پہلے درخانہ ابوبکر بن قحافہ پر آئے۔ کس واسطے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کر دی تھی۔ کہ ہمارے ساتھ چلنا۔ پس آپ نے آواز دی اور گھر سے باہر بلا کر اپنے ہمراہ لیا۔ جب شہر سے باہر آئے اور یثرت کا راستہ پیش نظر رکھا تو حضرت رسول خدا نے نعلین مقدس کو پاؤں مبارک سے اتار لیا اور پابرہنہ راہی سفر ہوئے۔ یہ

حال دیکھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شانے پر بٹھایا اور تھوڑی دور اور چلے ناگاہ آثار صبح کے ہویدا ہوئے' ناچار سرراہ سے دور ایک جائے پناہ تلاش کی تو اس دشت میں ایک غار دیکھا' اہل عرب اس کو غار ثور کہتے ہیں آخر الامر خوف سے اس غار میں پناہ لی۔ پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پاؤں رکھا دیکھا کہ اس میں سوراخ بہت ہیں' پس اپنی قبا پھاڑ پھاڑ کر سوراخوں کو بند کیا۔ شمار سے ایک سوراخ رہ گیا۔ سو مردانہ وار اس میں اپنا قدم استوار کیا' پھر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس غار میں تشریف لے گئے اور آسودہ ہو کر بیٹھے۔

اب حضرات شیعہ خود عدل و انصاف سے کام لیں اور خود تدبر و تفکر فرمائیں اور گہری و عمیق نظر سے دیکھیں کہ ان کے مذہب کی کتابوں اور انکے ائمہ و مجتہدوں نے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت اور غار ثور کی خدمات کو کس طرح سراہا اور بیان کیا ہے۔

(۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانے کا حکم اللہ تعالی نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے بھیجا۔

(۲) اس حکم میں یہ بھی فرما دیا گیا تھا کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موانست اور غمزاری اور امداد و نصرت اور ہمدردی کریں تو جنت کے اعلی مقامات پر رفیق اور ساتھی ہونگے۔

(۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مشکلات و مصائب کو سر پر اٹھانا پسند کیااور آپ کی صحبت و خدمت کا کما حقہ حق ادا کر دیا اور اپنے اہل و عیال اور اولاد سب کچھ آپکی جان قدسی صفات پر قربان کرنے کے لئے پیش کر دیا۔

(۴) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غریب خانہ کو بہ نفس نفیس جا کر مشرف فرمایا اور حضرت ابو بکر

رضی اللہ عنہ کو ساتھی بنانے کے لئے بلایا۔

(۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر لے جانے کا شرف حاصل کیا۔

(۶) غار ثور میں پہنچ کر پہلے خود داخل ہوئے اور اپنی قبا پھاڑ پھاڑ کر تمام سوراخ بند کیے تاکہ کوئی موذی جانور آنحضرت کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچا سکے۔

(۷) جب ایک سوراخ ایسا رہ گیا جس کو بند کرنے کے لئے چادر کا کوئی ٹکڑا باقی نہ رہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں اس بل میں داخل کر دیا اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں تشریف لانے کو کہا۔

یہ تمام مذکورہ بالا امور خود شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں سے پیش کر دیئے گئے ہیں تو اب عدل و انصاف اور دیانتداری سے فیصلہ کیجیے کہ خود ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے موانست اور ہمدردی کا کما حقہ حق ادا کر دیا۔ بے شک اور واقعی ادا کیا تو یقیناً مصلح اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص ترین ساتھیوں میں سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلی مقاموں میں فیض یاب ہونے کے مستحق ہیں اسی لئے روضہ اقدس میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جگہ عطا ہوئی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اتنی رفیع اور بلند شان کے مالک تھے تو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کو فدک سے کیوں محروم رکھ کر ناراض کیا اس مسئلہ باغ فدک کے متعلق بندہ عاجز الی اللہ ایک مستقل مضمون ہدیہ قارئین کرے گا انشاء اللہ تعالی (سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فدک)

فی الوقت عوام الناس کی خیر خواہی اور کامیابی و کامرانی کے لئے کتب شیعہ سے یہ بات مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جناب سیدہ

رضی اللہ عنہا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی تھیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہی معاہدہ اقرار لیا تھا کہ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فدک کی پیداوار تقسیم ہوتی تھی اسی طرح اب بھی تقسیم جاری ہے چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی معاہدہ کے پابند رہے اور جناب سیدة النساء اہل الجنة و اہل بیت اور دیگر بنی ہاشم وغیرہ سب کو فدک سے اسی طرح حصہ ملتا رہا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتا تھا اور یہی عمل و فعل تمام خلفاء راشدین اور حضرت علی المرتضٰی اور حضرت حسن مجتبٰی رضی اللہ عنہم کا رہا (ملاحظہ ہو) شیعہ کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغة ابن ہیثم طہرانی جزو ۳۵ ص ۵۴۳ من کتابہ الی عثمان بن حنیف اور دوسری کتاب شرح البلاغة درہ نجفیہ مطبوعہ طہران ص ۳۳۲ سے ثابت ہے کان رسول اللہ صلعم یاخذ من فدک قوتکم و یقسم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع بہا کما کان یصنع فرضیت وبذلک و اخذت العہد علیہ بہ و کان یاخذ غلتہا فیدفع الیہا منہا ما یکفیہا ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذلک الی ان ولی معاویہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک کی پیداوار سے تمہارا خرچ لے لیا کرتے تھے باقی ماندہ تقسیم فرماتے اور فی سبیل اللہ جہاد وغیرہ میں سواریاں لے دیتے تھے اور اللہ تعالی کی قسم کھا کر تم سے معاہدہ کرتا ہوں کہ میں فدک میں اسی طرح کروں گا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فدک کے اس فیصلہ پر راضی اور خوش ہو گئیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس بات کا عہد کر لیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فدک کی پیداوار وصولی کر کے اس سے اہل بیت کا کافی خرچ دے آتے تھے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت آنے تک تمام نے یہی

عمل جاری رکھا تو شیعہ کی یہ دونوں کتابیں ابن ہیثم طبرانی اور درہ نجفیہ اور اس سلسلہ میں شیعہ مذہب کی معتبر کتاب مجاج السالکین سے ایک راویت پیش کی جاتی ہے کہ سیدہ فاطمہ کا فدک کے متعلق شروع میں کیا خیال تھا اور حقیقت واضح ہونے پر آپ نے اپنے خیال سے کس طرح رجوع کیا:

ان ابابکر لما رای فاطمه انقبضت عنه وهجرت ولم یتکلم بعد ذلک فی امر فدک... الخ

تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ فاطمہ نے میرے پاس رخصت ہونے کے بعد فدک کے بارے میں کچھ کلام نہیں کی تو یہ بات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزری اور جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے راضی کرنے کا ارادہ کیا (اس ناراضگی کا ذکر شیعہ مصنف کا صریحا دروغ ہے سیدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں سے بالکل خوش واپس گئی تھی)اور جناب فاطمہ کو کہا اے بیٹی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کچھ آپ نے دعوی کیا ہے سچ ہے لیکن میں رسول اللہ کو دیکھتا تھا کہ جب فدک میں سے آپ کا اور ملازموں کا خرچ دے چکتے تھے تو باقی ماندہ کو فقراء و مساکین اور مسافروں کو دے دیتے تھے یہ سن کر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس طرح میرا باپ فدک کی تقسیم کرتا تھا آپ اسی طرح سے کریں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو اللہ کی قسم ہے اسی طرح کروں گا جس طرح آپ کا باپ کرتا تھا بی بی صاحبہ نے کہا اے اللہ تو اس بات پر گواہ ہے اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فدک کی آمدنی اسی طرح تقسیم کرتے رہے۔

سیرة الحلبیہ میں ہے کہ بوقت وفات سیدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں پہنچے اور بی بی صاحبہ آپ سے راضی ہو گئیں جلد ۳ ص ۳۹۰ اس حقیقت کو اور واضح کرتی ہیں کہ فدک کی پیداوار جناب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اہل بیت اور فقراء و مساکین اور فی سبیل اللہ یعنی اسلامی

ضروریات میں خرچ کی جاتی تھیں فدک خاص حضرت سیدہ یا حضرت علی و حسنین رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو ہبہ نہ کیا گیا تھا۔ جناب فاطمۃ الزہرا نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے عہد کیا اور جناب سیدہ راضی و خوش ہو گئیں اور جناب سیدہ و حضرت حسنین رضی اللہ عنہم فدک کی پیداوار سے اپنا تمام خرچ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیتے رہے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ و فعل و عمل رہا تھا ویسے ہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل رہا تھا اور بعینہ یہی عمل تمام خلفاء راشدین مہدیین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت ذوالنورین' حضرت عثمان غنی داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ کا رہا حتیٰ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت اور سلطنت کا دور آگیا اس عرصہ میں تغیر و تبدل نہیں ہوا کیونکہ حکم خدا و رسول کا تھا اس لئے تمام خلفاء راشدین نے اسی حکم اور اسی امر کی پابندی کی تو اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کی بات کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے ورنہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دیکھ کر اس حکم کے خلاف ناراضگی کیسے رکھ سکتی تھیں اگر ناراض ہوتیں تو اپنا تمام خرچ خوراک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیوں وصول فرماتیں۔

علاوہ ازیں کتب شیعہ میں یہ بھی موجود اور ثابت ہے کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی ہر طرح کی خدمت' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت بن عمیس کرتی رہتی تھیں حتیٰ کہ جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرض کے زمانہ میں بیمار پرسی اور تیمار داری کے تمام فرائض حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس ہی سرانجام دیتی رہیں اور حضرت سیدہ کی وفات کے بعد آپ کو غسل بھی خود حضرت اسماء زوجہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا جلاء العیون ص ۴۷ امیر المومنین و اسماء بنت عمیس فاطمہ را غسل دادند

ترجمہ : جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت عمیس نے جناب سیدہ فاطمہ کو غسل دیا ان امور سے بخوبی ثابت ہوا جناب سیدہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے قطعا ناراض نہ تھیں بلکہ راضی و خوش تھیں۔ برادران ملت حامیان دین و قرآن و ناصران اسلام مسلمان بھائیو! میں بندہ عاجز الی اللہ یہ بھی حقیقت واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ساتویں پشت میں جا کر مل جاتا ہے تو یہ سب حضرات ایک دوسرے کے جدی اور ہم قوم ہیں چنانچہ حاشیہ نہج البلاغۃ جلد دوم ص ۸۵ سے ثابت ہے کہ اما ابو بکر فھو من بنی تیم بن مرہ سابع اجداد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر اولاد بنی تیم بن مرہ سے ہیں جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں جد امجد ہے۔
لقب عتیق کنیت ابو بکر خطاب صدیق رضی اللہ عنہ

صدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہیں

طبری لکھتا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا

کنا مع النبی علیہ السلام علی جبل حراء اذا تحرک الجبل فقال له قر فانه لیس علیک الا نبی و صدیق و شہید (احتجاج طبرسی)

ہم یعنی نبی' صدیق اور میں جبل حرا پر کھڑے تھے۔ اچانک پہاڑ ہلنے لگا رسول خدا نے فرمایا : آرام پکڑ اے پہاڑ تجھ پر نبی'صدیق اور شہید کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔

نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ فرمایا علیؓ نے کہ ابو بکر ایک مرد ہے جس کا نام اللہ نے اپنے نبی کی زبان سے صدیق رکھوایا ہے۔ وہ رسول اللہ کے خلیفہ ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہے۔ پس ہم ان کو اپنی دنیا کے لئے پسند کرتے ہیں (رواہ حاکم) کسی نے خوب کہا:

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس

صدیق ؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

مزید تفصیل کے لئے تدریب الراوی صفحہ ۳۱ فتح المغیث بشرح الفقیہ الحدیث بستان المحدثین اور اتحاف النبلا کو دیکھیے!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین

بقیہ :۔ مولانا وحید الزمان

میں ہے۔ اس کی ابتدائی ۵ جلدیں ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء مطبع احمدی لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئیں۔ پھر مولانا وحید الزمان کی نظرثانی کے بعد ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں مکمل مطبع شوکت اسلام بنگلور سے طبع کرا کے شائع کی۔

۲۵۔ وظیفہ نبی یا اوراد وحیدی

یہ رسالہ وظائف سے متعلق ہے ۱۹۲۸ء میں حیدر آباد دکن تذکرۃ الوحید کے ساتھ شائع ہوا۔

۲۶۔ تصحیح کنز العمال

کنز العمال شیخ علاؤ الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ) کی تصنیف ہے۔ مولانا وحید الزمان نے بڑی دیدہ ریزی سے اس کی تصحیح کی۔ یہ کتاب ۸ جلدوں میں ادارۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن نے ۱۳۱۰ھ میں شائع کی۔

مخیر حضرات صدقہ و خیرات کرتے وقت عظیم دینی درس گاہ جامعہ سلفیہ کو مدنظر رکھیں۔ ادارہ